عقیدہ توحید

بدعت کی شرعی حیثیت

محمد حسن آصم صدیقی رحمہ اللہ

ذکر بالجہر:

ذکر الٰہی ایک عمدہ ترین عبادت ہے اور دعا بھی ذکر کی ایک صورت اور اعلیٰ درجے کی نیکی اور قربت ہے۔ بشرطیکہ شرعی آداب وقیود اور سنت مطہرہ کی پیروی سے مزین ہو۔

بعض مواقع پر شریعت نے جہری ذکر کا حکم دیا ہے۔ مثلاً حج وعمرہ پر جانے والے کے لیے میقات سے لے کر حلال ہونے تک تلبیہ پڑھنا۔ یا کسی مسجد یا مجلس میں لوگوں کو سکھانا، یاد کرانا یا نصیحت کرنا ہو۔ ان مواقع پر جہراً ذکر کرنا سنت ہے۔ اور جہاں جہراً ذکر ثابت نہیں ہے، وہاں خفیہ ذکر مسنون ہے۔ یہی امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور محدثینؒ کا مسلک ہے۔ جب حضرات ائمہ اربعہ کا ایک مسئلے پر اتفاق ہو جائے تو امید رکھنا چاہیے کہ حق ان کے ساتھ ہے۔ ہاں امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور اکثر صوفیاء نے اور بعض خاص مقامات پر امام ابن حزم ظاہریؒ نے بھی ذکر بالجہر کو پسند کیا ہے، لیکن پست آواز سے ذکر کرنے والوں کی ملامت کی نہ انہیں ''وہابی'' قرار دیا۔

دلائل شرعیہ پر نگاہ ڈالیے تو پہلا قول ہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ذکر اور دعا آہستہ کرنا چاہیے۔ لیکن کوئی دوسرے قول کو اختیار کرتا ہو تو اس کے لیے بھی اسلاف میں سے پیشرو موجود ہیں۔ لیکن قرب قیامت کے بدعت پسندوں نے ایک نیا اور تیسرا قول ایجاد کر لیا ہے کہ ذکر الٰہی کو جہراً کرنا ہی ''سنی'' ہونے کی علامت ہے اور یہی عمل سراً کرنے والے کو ''وہابی'' کہہ کر مطعون کیا جاتا ہے۔☆

☆ طرفہ تماشا یہ ہے کہ ''سنی'' ہونے کے ان دعویداروں کے نزدیک ذکر کے الفاظ، آداب اور تعداد وغیرہ میں ''سنت سے ثبوت'' کی کوئی شرط نہیں، بلکہ ان کے اذکار میں بہت سی خود ساختہ، مسجع، رکیک حتی کہ شرکیہ عبارتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اور یہ بھی باجماعت، بیک آواز اور میسر ہو تو لاؤڈ سپیکر فل آن کر کے ''پڑھا'' بلکہ ''گایا'' جاتا ہے۔ اس کا قائل سلف میں سے ملنا دشوار ہے۔ (اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون)

(ابو محمد عبدالوہاب خان)

ذکرودعائے سری کے دلائل

(۱) ﴿و اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة ودون الجھر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغفلین ۞﴾[الاعراف ۲۰۵] ''اوراپنے دل میں اپنے رب کا ذکر کیا کرو عاجزی اورخوف کے ساتھ اورصبح وشام بلند آواز کے بجائے پست انداز میں پڑھواورغفلت میں نہ پڑو۔''

(۲) ﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انه لا یحب المعتدین ۞﴾[الاعراف ۵۵] ''اپنے پروردگار کو گڑگڑا کراور پوشیدہ طور پر پکارو، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں سے محبت نہیں فرماتا۔''

ان آیات کریمہ میں ذکرالٰہی اور دعا کے لیے دوقیدیں لگائی گئی ہیں: ایک یہ کہ نہایت اخلاص، عاجزی اور انکساری سے مزین ہو، دوسری یہ کہ آہستہ اور خاموشی کے ساتھ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے (خیبر سے واپسی کے سفر میں) بلند آواز سے اَللّٰہُ اکبرُ اَللّٰہُ اکبرُ، لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کیا' تو آپ ﷺ نے انھیں منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:''اربعوا علی انفسکم انکم لاتدعون أصم ولا غائبا، انکم تدعون سمیعا قریبا وھو معکم'' (البخاری، المغازی، باب ۳۸ غزوۃ خیبر ح:۴۲۰۵ عن ابی موسی رضی اللہ عنہ ۵۳۷/۷، التوحید باب ۹ ح: ۷۳۸۶، صحیح مسلم، الذکر حدیث ۴۴۔۴۵' ۱۷/۲۵۔۲۶) ''اپنی جانوں پر نرمی کرو' بے شک تم کسی بہرے یا غیر حاضر کو نہیں' بلکہ خوب سننے والی اور قریب ذات کو پکار رہے ہو جو تمہارے ساتھ ہی ہے۔''

معلوم ہوا کہ غیر ضروری طور پر ذکر الٰہی میں بھی آواز بلند کرنا رحمۃ للعالمین ﷺ کے ہاں پسندیدہ نہیں ہے۔

ابن بطالؒ وغیرہ نے کہا: مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے کہ جہراً ذکر کرنا مستحب نہیں ہے۔(المنھاج شرح مسلم للنووی ۸۴/۵)

علامہ حلبی الحنفیؒ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ ذکر الٰہی میں آواز بلند کرنا ''بدعت'' ہے اور فرمان الٰہی ﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیة﴾ (الأعراف:۵۵) کے خلاف ہے۔

انہی امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کا دعوی کرنے والے بریلوی حضرات کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ ذکر الٰہی سرّاً کرنے کو ''وہابیت'' کی اور ذکر بالجہر کو 'حنفیت'' کی علامت قرار دیتے ہیں!!

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: ہمارے بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو، حرام ہے۔"وأما الدعاء فیسربه بلاخلاف"(شرح مسلم)

فرض نمازوں کے بعد ذکر جہری کی دلیل

ابن عباس ﷺ: ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبة کان علی عهد النبی ﷺ وقال: "کنت أعلم اذاانصرفوا بذلک اذا سمعته." (بخاری،الأذان باب ۱۵۵ ح: ۸٤۱ ۲/۳۷۸، مسلم،مساجد حدیث ۱۲۲، ابوداؤد،الصلاة باب ۱۹۱،مسند احمد ۱/۳٦۷)

"فرض نماز سے فراغت کے بعد لوگوں کا بلند آواز سے ذکر کرنا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں پایا جاتا تھا۔"

نوویؒ: اس حدیث میں بعض اسلافؒ اور ظاہر یہ کی دلیل ہے جو فرض نمازوں کے بعد اذکار جہراً پڑھنے کو مستحب سمجھتے ہیں۔اور امام شافعیؒ نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ آپ ﷺ نے مختصر مدت تک ذکر جہراً کیا تا کہ مقتدی یہ اذکار سیکھ لیں، یہ معنی نہیں ہے کہ انہوں نے ذکر جہری پر ہمیشگی کی ہو۔لہٰذا امام اور مقتدی سب کو یہ اذکار سراً پڑھنا چاہیے۔ ہاں اگر امام مقتدیوں کو سکھانے کی خاطر جہراً پڑھنا چاہے تو ان کے سیکھنے تک جہراً پڑھ لے۔(المنهاج ۵/۸٤)

بنابریں ذکر الٰہی اور دعا عموماً سراً ہی کرنا چاہیے۔سنت کے قریب تر اور ریا کاری کے خطرے سے دور ہونے کی وجہ سے یہی بہتر ہے۔

پھر ذکر جہری کا معاملہ اپنے ظاہری نتائج اور باطنی محرکات کے تابع ہے۔

اگر دوسروں کو سکھانے یا پڑھنے کی عادت دلانے کے لیے جہراً پڑھا جائے تو بہتر ہے، بشرطیکہ دیگر نمازیوں اور محو عبادت لوگوں کو کوئی تشویش نہ ہو۔ اگر جہراً ذکر سے دوسروں کی عبادت میں خلل واقع ہو یا اس کا باعث ریا کاری وشہرت پسندی ہو تو حرام ہے۔واللہ اعلم

☆☆☆☆☆

"حوصلہ شکنی" کا ایک نادر نمونہ

ایک جہاز راں نے جان پر کھیل کر ڈوبتے ہوئے ایک لڑکے کو بھنور سے بچالیا۔ایک ہفتے بعد لڑکے کی ماں جہاز راں سے ملی۔

خاتون: "کیا تم نے ہی میرے لڑکے کو بچایا تھا؟" جہازی: "جی محترمہ!"

خاتون کہنے لگی: "میں تمھی کو ڈھونڈ رہی تھی، میرے لڑکے کی ٹوپی کہاں ہے؟" (راوی: ونسٹن چرچل بحوالہ: اردو ڈائجسٹ،جنوری 75ء)